

معاویہ بن ابی سفیان

<"xml encoding="UTF-8?>



معاویہ بن ابی سفیان

معاویہ بن ابی سفیان (م 60ھ) پہلا اموی خلیفہ ہے جو صلح امام حسن کے بعد سنہ 60 ہجری تک تقریباً بیس سال خلیفہ رہا اس کے دور حکومت میں دمشق دار الحکومت تھا۔ وہ فتح مکہ کے موقع پر اسلام لایا اور وہ طلاقاً میں سے تھا۔

ابوبکر کے زمانے میں سرزمین شام کے موقع پر وہاں حاضر تھا اور عمر بن خطاب کے زمانے میں اردن کا گورنر پھر پورے شام کا حاکم رہا۔ عثمان بن عفان کے خلاف شورش میں ان کے مدد چاہنے کے باوجود اس نے ان کی مدد نہیں کی۔ امام علی (ع) کی خلافت میں خون خواہی عثمان کے بھائی جنگ صفیں بپا کی۔

شہادت امام علی (ع) کے بعد امام حسن سے صلح کر کے مکمل مسلمانوں کی خلافت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ دمشق کو اپنا پایہ تخت قرار دیا۔ اس کے دور خلافت میں اکثر فتوحات غربی اور شمال آفریقہ میں ہوئیں۔ شرقی سر زمینوں کی فتوحات کا زیادہ خواہاں تھا۔ معاویہ نے خلافت کو سلطنت میں تبدیل کر دیا۔ اپنے بیٹے یزید کی بیعت کیلئے اس نے بہت زیادہ کوشش کی۔ ملکی امور چلانے کیلئے جدید دیوان بنائے۔ خوارج کے فتنوں اور شیعوں کی شورشوں کو اس نے سر کوب کیا۔

زندگی

ابو عبد الرحمن معاویہ بن ابی سفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی قریشی اموی بعثت سے 5 سال قبل پیدا ہوا۔ بعض نے سات سال اور تیرہ سال بعثت سے قبل اسکی پیدائش ذکر کی ہے۔ [1] اسکی والدہ بند بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف ہے۔

شکل و صورت کے لحاظ سے اسے خوبصورت اور سفید رنگ کا بیان کیا گیا ہے۔ منقول ہے کہ وہ اپنی ڈاڑھی کو سونے کی مانند سرخی مائل پیلے رنگ سے خضاب کرتا۔ [2] مشہور قول کی بنا پر اس کے اسلام قبول کرنے کا زمانہ فتح مکہ ہے اور وہ طلقاء میں سے ہے۔ [3] یوم القضاء بھی اسکے اسلام لانے کا دن ذکر ہوا۔ دوسری نقل کی بنا پر وہ اپنے اسلام کو چھپاتا تھا۔ [4] بعض نے اسے کاتبان وحی سے شمار کیا ہے۔ [5] پیامبر خدا نے اسے نفرین کی کہ وہ کبھی سیر نہ ہو۔ [6] معاویہ کی تعظیم و تکریم میں بہت زیادہ روایات جعل ہوئی ہیں۔ [7]

ازواج پیغمبر کے بھائیوں میں سے صرف معاویہ کو خال المومنین کہا گیا۔ رسول خدا کی زوجہ ام حبیبہ معاویہ کی بہن تھی۔ اس لحاظ سے اسے خال المومنین کہا گیا۔ [8] معاویہ نے ابوبکر، عمر، عثمان اور اپنی بہن ام حبیبہ سے حدیث نقل کی ہے۔ صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت نے اس سے روایت نقل کی ہے۔ [9]

معاویہ نے جنگ یمامہ میں شرکت کی اور پھر اسکے بعد اپنے بھائی یزید کے ساتھ سپاہ ابوبکر میں شام گیا۔ ساحلی شہر صیدا، عرقہ، جبیل، بیروت، عکا اور صور میں موجود تھا۔ [10]

معاویہ نے عمر بن خطاب کا اعتماد حاصل کیا لہذا اس نے اردن کا گورنر اسکے بھائی یزید کو شام کی گورنری دی۔ طاعون کی بیماری میں اسکے بھائی کی وفات کے بعد شام کا تمام علاقہ اس کے حوالے کر دیا۔ عثمان بن عفان کو خلافت ملنے کے وقت تمام سرزمین کی گورنری معاویہ کے حوالے کر دی۔ عثمان کے قتل کے بعد حضرت امام

علی (ع) کی بیعت سے انکاری ہوا خون عثمان کی خون خواہی کے بھانے امام کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا۔ شام کے لوگوں نے عثمان کی خونخواہی اور علی سے جنگ پر لوگوں سے بیعت لی۔[11] حکومت امام علی (ع) کے آخر تک یہ اختلاف جاری رہا۔ شہادت امام علی (ع) کے بعد معاویہ اور امام حسن (ع) کے درمیان صلح قائم ہوئی جس کے نتیجے میں امام حسن معاویہ کے حق میں حکومت سے کنارہ کشی کر لی۔[12] صلح امام حسن (ع) کے بعد آخر عمر تک خلیفہ مسلمین رہا۔

وفات

معاویہ کے بستر مرگ پر کے موقع پر یزید دمشق میں نہ تھا۔ اس نے ضحاک بن قیس اور مسلم بن عتبہ کو بلایا اور اپنی وصیت انکے حوالے کی اور اسکی موت کے متعلق رجب، ابتدائی رجب یا رجب کی 4,15,26,22 کے اقوال ملتے ہیں[13]۔ وہ امام حسین (ع)، عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن عمر اور عبد الرحمن بن ابی بکر جیسے مخالفین سے شدید پریشان تھا[14] اسے شام میں دفن گیا عباسیوں کے شام پر غلبے کے بعد جب اس کی نعش نکالنے کیلئے قبر کھودی گئی تو اس میں مٹی کے علاوہ کچھ نہ تھا۔[15] ابتدائی خلافتوں کا زمانہ

یزید بن ابی سفیان شامات کی فتح کے موقع پر سپہ سالار تھا۔ ابو بکر نے معاویہ کو اس کے بھائی کے ساتھ حکومت دی۔[16] اس کی فوت کے بعد عمر کے زمانے میں شام کی ولایت پر منصوب ہوا۔ بعض مؤرخین نے عمر کی جانب سے معاویہ کی نسبت سہل انگاری پر حیرانگی کا اظہار کیا۔[17] حسن بصری کہتا ہے: معاویہ نے عمر کے زمانے سے ہی اپنے آپ کو خلافت کیلئے تیار کر لیا تھا۔[18] عمر نے تمام شامات معاویہ کے حوالے کر دیئے تھے۔[19] معاویہ کہتا تھا: خدا کی قسم! وہ تنہا عمر کے نزدیک ایسا مقام رکھتا تھا اس طرح لوگوں پر تسلط حاصل کر لیا۔[20] عثمان کے سامنے جب معاویہ کی نسبت اعتراضات ہوتے تو وہ کہتا کہ کس طرح اسے معزول کروں اسے تو عمر نے منصوب کیا ہے۔[21] عثمان کے دور میں، شام کا علاقہ پر امن علاقہ شمار ہوتا تھا۔ اس نے ورائے کوفہ اور ابوذر کو اسی جگہ جلوطن کیا؛ گرچہ معاویہ نے اپنی شخصیت و حیثیت کی حفاظت اور لوگوں پر ان کے اثرات روکنے کیلیے انہیں شام سے نکال دیا۔[22] شام معاویہ کا تربیت شدہ علاقہ تھا۔ یہ ایک ایسا امر ہے کہ جسکی حقیقت بنی امیہ کی حکومت کے دوران وہاں کے لوگوں کی اس سے وفاداری مکمل طور پر آشکار ہوئی۔ کہتے ہیں کہ بنی امیہ کے بزرگوں نے سفاح کے نزدیک گواہی دی کہ وہ بنی امیہ کے علاوہ کسی کو پیامبر (ص) کی اقوام سے نہیں سمجھتے ہیں۔[23]

معاویہ سے منقول ہوا کہ اس نے کہا: نحن شجرة رسول الله[24]۔ اسی طرح اس نے کاتب وحی اور خال المومنین کے القاب کی کوشش کی تا کہ اس کی شخصیت میں استحکام پیدا ہو۔ وہ ان لوگوں کی تشویق کرتا جو اسکی شان میں روایات جعل کرتے اور وہ لوگوں میں اسکی ترویج کرتے۔[25]

عثمان کے خلاف شورش کا آغاز

معاویہ عثمان کے خلاف شروع ہونے والی شورش کی ابتدا سے ہی اس سے فائدہ اٹھانے کے درپے تھا۔ اس نے ایک وقت عثمان سے تقاضا کیا کہ وہ اس کے پاس شام آجائے تا کہ مخالفین کے ہاتھوں سے امان میں رہے۔ لیکن اس نے یہ تجویز قبول نہیں کی۔[26] جب شورش میں سختی اور شدت پیدا ہوئی تو معاویہ نے صرف یہی راہ دیکھی کہ عثمان قتل ہو جائے۔ اسی وجہ سے اس نے عثمان کی کسی قسم کی مدد نہیں کی۔ یہاں تک کہ عثمان سخت ترین حالات میں خود اس بات کی طرف متوجہ ہوا اور اس نے ایک عتاب آمیز خط اسے لکھا۔[27] عثمان کے بعد معاویہ نے امویوں کو اس کا وارث سمجھا اور اسی کی خونخواہی کے بھانے حضرت علی کے خلاف

علم بغاوت بلند کیا۔ عثمان کے قتل کے بعد اس کی بیوی کے شام فرار ہونے کے بعد اس سے شادی کی خواہش کی لیکن اس نے اسے قبول نہیں کیا۔[28]

معاویہ نے حضرت علی کو لکھنے والے خطوط میں اس بات کا سہارا لیا: ہمارا خلیفہ عثمان مظلوم قتل ہوا اور خدا اسکے متعلق فرماتا ہے: جو کوئی مظلوم مارا جائے ہم اس کے ولی کیلئے قدرت فراہم کرتے ہیں۔ پس ہم عثمان اور اس کے بیٹوں کی نسبت اس خونخواہی کیلئے زیادہ سزاوار ہیں۔[29] معاویہ اپنے بہت زیادہ پروپریگنڈ میں اپنے آپ کو عثمان کا وارث کہتا تھا۔

امام علی(ع) کا عہد
برطرفی کی کوشش

امام علی(ع) نے خلافت کے آغاز میں ہی معاویہ کے نمائندے سے کہا: معاویہ سے کہو کہ میں اس کی شام پر امیری سے خوش نہیں ہوں اور لوگ کبھی اس کی خلافت کے متعلق رضایت نہیں دینگے۔[30] معاویہ نے جنگ جمل سے پہلے زبیر کو لکھا: اس نے شام کے لوگوں سے اسکے لیے بیعت لی ہے، اگر عراق انکی ہمنوائی کرے تو شام کی طرف سے کوئی مشکل نہیں ہوگی۔ زبیر معاویہ کے اس خط سے بہت خوش ہوا۔[31] معاویہ اس بات پر تھا کہ قریش کی سیاسی شخصیات میں سے خاص طور پر ایسی شخصیات کو چاہتا تھا کہ جو اس شورا میں موجود ہوں اور وہ انہیں اپنی جانب جذب کرے تاکہ ان سے سیاسی فائدہ حاصل کر سکے۔ امام نے اسی نکتے کی طرف اشارہ کیا اور کہا شام میں موجود قرشیوں میں سے کوئی ایک بھی شورا میں قبول نہیں ہوئے ہیں اور خلافت ان کے لیے روا نہیں ہے۔[32] نیز معاویہ نے امام علی کو لکھے جانے والے خط میں شورا کا مسئلہ بیان کیا۔[33]

امام نے عبداللہ بن عباس کو حکومت شام میں بھیجننا چاہا تو معاویہ کو خط لکھا۔ اس نے جواب میں امام کو ایک سفید کاغذ بھیجا۔ معاویہ کے نمائندے نے امام سے کہا: میں ایسے لوگوں کی جانب سے آیا ہوں جو تمہارے متعلق یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ تم نے عثمان کو قتل کیا اور وہ تمہارے قتل کے سوا راضی نہیں ہیں۔[34] معاویہ جنگ جمل اور علی کے طلحہ، زبیر اور عائشہ کے مقابلے میں آئے سے فائدہ حاصل کرتے ہوئے امام کی قتل عثمان میں مداخلت کو زیادہ تبلیغ کرتا۔[35] جنگ جمل کے بعد امام کوفہ میں مستقر ہوئے۔ سپاہ شام سے درگیری کے پیش نظر لوگوں سے بیعت لینا شروع کی، شام کے علاوہ تمام علاقوں نے امام کی بیعت کی۔ امام نے اپنے خطوط کے ذریعے معاویہ کو قانع اور اپنا مطیع کرنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ عمر کی طرف سے منصوب ہونے کے استناد کی بنا پر امام کی اطاعت سے سر پیچی کرتا رہا۔[36] معاویہ نے امام سے چاہا کہ شام اور مصر اس کے حوالے کرے کرے نیز اسکے بعد بیعت کیلئے امام کسی اور کو مقرر نہ کریں بلکہ وہ خود امام کے سامنے بیعت کرے گا۔ امام نے اس کے جواب میں کہا: لم یکن اللہ لیرانی اتخاذ المضلين عضدا۔[37]

معاویہ نے شام میں ایک گفتگو کے دوران کہا: علی مجھ سے کیسے خلافت میں برتر ہے؟ اگر حجاز کے لوگوں نے اسکی بیعت کی ہے تو شام کے لوگوں نے میری بیعت کی۔ حجاز اور شام برابر ہے۔ اس نے یہی کلمات امام کو ایک خط میں لکھے: جب تک حجاز کے لوگ حق کی رعایت کرتے رہے اس وقت تک وہ شام پر حاکم تھے۔ لیکن اب انہوں نے حق کو چھوڑ دیا ہے اب یہ حق شامیوں کا ہے۔[38] امام نے جواب میں لکھا: تیری یہ بات: اہل شام اہل حجاز پر حاکم ہیں، قرشیوں میں سے کوئی ایسا شخص بتاؤ جسے شورا میں قبول کیا جائے یا اسکے لیے خلافت روا ہو۔ اگر تم ایسا دعوی کرو گے تو مہاجر و انصار تمہیں جھٹلائیں گے ... میری بیعت سب نے کی کسی کی اس میں مخالفت موجود نہیں ہے اور تجدید بیعت کی کوئی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی ہے۔[39]

جنگ صفين

پس جب خط و کتابت اور معاویہ کو ہٹانے کی کوششیں ناکام ہو گئیں [40] تو امام نے اس سے جہاد کا قطعی فیصلہ کیا۔ امام نے مهاجر و انصار میں سے اپنے بزرگ صحابیوں کو اپنے پاس بلایا۔ خطبہ پڑھا اور اسکے بعد انہیں جہاد کی دعوت دی۔ بالآخر سنہ 37 بجری کے صفر کے مہینے میں صفين نامی جگہ پر جنگ ہوئی۔ شکست جب معاویہ کی فوج کے رو برو تھی تو انہوں نے قرآن نیزوں پر بلند کیے۔ یہ صورتحال دیکھ کر امام علی کے بعض سپاہیوں نے جنگ سے ہاتھ کھینچ لیا۔ نتیجے میں حکومت کیلئے دونوں طائفوں کے درمیان حکم مقرر ہوئے اور جنگ کسی نتیجے کے بغیر ختم ہو گئی۔ [41]

جنگ صفين کے بعد

امام نے نہروان کے بعد دوبارہ کوشش کی کہ عراقیوں کو شام سے جنگ کیلئے تیار ہونے والے افراد کی تعداد کم تھی۔ امام نے لوگوں کی سستی میں خطبے دیے اور کہا: [42] میں ایسے لوگوں میں گرفتار ہوا ہوں کہ جب حکم دیتا ہوں وہ عمل نہیں کرتے جب بلاتا ہوں تو جواب نہیں دیتے ہیں۔ [43] معاویہ عراقیوں کی اس سستی سے آگاہ تھا۔ لہذا اس نے ان حالات میں امام علی کی حکومت کی تضعیف اور عراق میں اپنا راستہ ہموار کرنے کے لیے امام کے زیر تسلط علاقوں جزیرہ العرب اور عراق کے کچھ علاقوں میں شب خون مارنے کا ارادہ کیا۔ [44] معاویہ کہتا تھا: یہ قتل و غارت اور تاریجی عراقیوں کو خوفزدہ کرتی ہے اور جو امام کے مخالفین میں سے ہیں یا جو امام سے جدائی کا ارادہ رکھتے ہیں انہیں اس کام کی ہمت دیتی ہے۔ جو اس دگرگونی سے بیمناک ہیں انہیں ہمارے پاس لاو۔ [45] ان حملوں اور شب خون غارات کے نام سے معروف ہیں۔ ابواسحق ثقی نے کتاب الغارات نے ان غارات کی فہرست میں کتاب تالیف کی ہے۔

سپاہ شام کے ناجائز اقدام

ابواسحق ابراہیم ثقی نے کتاب الغارات میں سپاہ معاویہ کے دوسرے علاقوں پر حملوں کو اکٹھا کیا ہے۔

مصر پر حملہ

مصر وہ پہلا علاقہ ہے جہاں شام کی فوج نے تجاوز کرتے ہوئے حملہ کیا۔ مصر کے والی قیس بن سعد نے جنگ صفين میں امام کی ہمراہی کی۔ جنگ صفين کے بعد محمد بن ابی بکر حاکم مصر تھا۔ امام نے مصر کے حالات کی بنا پر مالک کو مصر بھیجا۔ معاویہ نے اسکی اطلاع پاتے ہوئے مالک بن اشتر کے قتل کا نقشہ تیار کیا اور مالک قلزم نامی جگہ شہید ہو گئے۔ معاویہ نے مصر کی حکومت کا وعدہ عمرو بن عاص کو دیا تھا۔ عمرو ایک عظیم لشکر کے ساتھ مصر روانہ ہوا۔ کنانہ بن بشر دو ہزار افراد کے ساتھ شہر سے باہر آیا اس نے جنگ کی قتل ہوا فوج نے شکست کھائی۔ محمد بن ابی بکر کے اطراف سے لوگ پراکنہ ہو گئے۔ شامی فوج کے ہراول دستے کے سربراہ معاویہ بن خدیج نے محمد کو ایک خرابہ میں پا کر ان کی گردن اڑا دی اور ان کے پیٹ میں مردار رکھ کر اسے آگ لگا دی۔ [46] اس طرح مصر امام کی دسترس سے نکل گیا اور [[عمرو بن عاص|عمرو بن عاص]] سال ۲۳ تک ان پر حاکم رہا۔

بصرے پر حملہ

معاویہ نے عمرو بن عاص سے مشورے کے ساتھ عبداللہ بن عامر حضرمی کو بصرہ روانہ کیا تا کہ وہاں کے لوگوں کے درمیان خون عثمان کی خونخواہی کے ذریعے اپنے حامیوں کو اکٹھا کرے اور وہ اس شہر میں تصرف کرے۔ ابن عامر نے قبیلہ بنی تمیم کو اکٹھا کیا۔ ضحاک بن عبداللہ ہلالی نے امام علی کی حمایت میں اس پر اعتراض کیا لیکن اکثر تمیمیوں نے ابن عامر کی حمایت کی اور اٹھ کھڑے ہوئے۔ معاویہ نے ابن عامر سے چاہا تھا کہ وہ

مضريون پر اعتماد کرئے یہ بات ازديوں کی رنجش کا سبب بنی۔ بصرے کے نائب زیاد بن عبید نے عبداللہ بن عباس کو خط لکھا جو اس وقت کوفہ میں تھا اور بصرے کا والی تھا۔ زیاد نے ازديوں کی حمایت سے نماز جمعہ کا اقامہ کیا اور لوگوں سے تقاضا کیا کہ وہ بنی تمیم کے مقابلے میں کھڑے ہوں۔ امام نے زیاد بن ضبیعہ تمیم کو بصرے میں بھیجا تا کہ وہ بنی تمیم کو ابن عامر کی حمایت سے روکے۔ بہت زیادہ کوششوں سے بنی تمیم ابن عامر کی حمایت سے دستبردار ہوئے۔ ان حالات میں وہ خوارج کے ہاتھوں میں قتل ہو گیا۔ امام نے جاریہ بن قدامہ کی سرکردگی میں بنی تمیم کے پچاس افراد کو بصرہ بھیجا۔ اس نے شیعوں کیلئے امام کا خط پڑھا۔ جنگ ہوئی تو بنی تمیم شکست سے دوچار ہوئے۔ [47]

عراق پر حملہ

معاویہ نے ضحاک بن قیس کو عراق بھیجا اور کہا کہ جہاں جاؤ وہاں قتل و غارت اور تباہ پھیلا دو، علی کے دوستوں کو قتل کرو اور جلدی سے اس جگہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ چلے جاؤ۔ ضحاک کوفہ آیا لوگوں کے اموال بریاد کیے اور حجاج کے کاروان پر حملہ آور ہوا۔ امام نے حجر بن عدی کو 4000 افراد دے کر ضحاک کے پیچھے روانہ کیا۔ حجر نے اسے تدمر میں جا لیا جنگ ہوئی شامیوں کے 19 افراد مارتے گئے حجر کے ساتھیوں میں سے 2 شہید ہوئے۔ ضحاک رات کی تاریکی میں فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔

نعمان بن بشیر کی سرکردگی میں فرات کے اطراف عین التمر پر حملہ معاویہ کا ایک اور ناجائز اقدام تھا۔ لیکن یہ حملہ معمولی سی جنگ اور نعمان کے فرار سے تمام ہو گیا۔ ان حملوں کے بعد عدی بن حاتم نے 2000 افراد کے ساتھ شام کے نچلے علاقوں کی زمینوں میں حملے کیے۔ [48]

معاویہ نے دومة الجند میں سپاہ بھیجی تا کہ ان سے زکات لیں۔ امام نے بھی مالک بن کعب کے ساتھ سپاہ بھیجی دونوں آمنے سامنے ہوئیں ایک دن جنگ کے بعد شام کی سپاہ شام واپس چلی گئی۔ [49]

دیگر حملوں میں سے سفیان بن عوف غامدی کا چہ بزار افراد کی معیت میں ہیت پر حملہ تھا۔ یہاں سے وہ انبار گئے۔ امام کے ساتھی شہر میں کم تھے۔ متجاوزین نے انبار شہر کو تباہ و بریاد کیا۔ امام نے سعید بن قیس ہمدانی کو آٹھ بزار افراد کے ساتھ شامیوں کے تعاقب میں روانہ کیا لیکن وہ انکے پہنچنے سے پہلے شام میں داخل ہو گئے۔ [50]

حجاز پر حملہ

سال ۳۹ کے ایام حج میں معاویہ نے یزید بن شجرہ ریاوی کو مکہ میں بھیجا تا کہ وہ لوگوں کو معاویہ کی طرف دعوت دے۔ امام نے اس سپاہ کے مقابلے میں معلق بن قیس ریاحی کو مکہ بھیجا۔ سپاہ شام کسی درگیری کے بغیر مناسک حج کے بعد شام واپس چلی گی۔ معلق نے وادی القری تک ان کا تعاقب کیا۔ چند تن اسیر ہوئے جنکا بعد میں عراق کے قیدیوں سے تبادلہ کیا گیا۔ [51]

معاویہ کی طرف سے بُسر بن ارطہ کی سربراہی میں حجاز اور یمن پر حملہ سخت ترین غارت گری تھی۔ معاویہ نے بُسر سے چاہا کہ جہاں بھی علی کے شیعوں کو پائے انہیں قتل کر دے۔ یمن میں عثمان کے حامیوں نے عراق میں اختلافات کو دیکھتے ہوئے یمن کے حاکم عبداللہ بن عباس کے خلاف بغاوت کر دی اور اسکے لیے انہوں نے معاویہ سے مدد مانگی۔ بُسر پہلے مدینہ گیا جہاں ابو ایوب انصاری قوت و قدرت نہ ہونے کی وجہ سے وہاں سے فرار کر گیا۔ بُسر نے اسکا گھر جلا دیا اور لوگوں کو معاویہ کی بیعت پر اکسایا اور ابو بریرہ کو شہر کا حاکم بنا دیا۔ پھر وہ مکہ اور طائف گیا۔ تبالہ میں شیعوں کی ایک جماعت کو قتل کیا۔ مکہ کے لوگوں نے خوف سے فرار اختیار کیا۔ بُسر نے عبداللہ بن عباس کی بیوی بچوں کو اسیر کیا اور بیٹوں کے سر اڑا دیئے۔ پھر نجران گیا اور

عبدالله کے سسر عبداللہ بن عبد المدان کو قتل کیا۔ کچھ شیعوں نے دفاع کیا اور بہت سے قتل ہوئے۔ پھر ایک سو ایرانی شیعوں کو قتل کیا۔ یہ سب کچھ کرنے کے بعد اس نے حضر موت کا رخ کیا جس کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ وہاں شیعوں کی کثیر تعداد ساکن تھی۔ بسر کے حملوں کی خبر پا کر امام نے جاریہ بن قدامہ کو سپاہیوں کی معیت میں بسر کے تعاقب میں روانہ کیا۔ وہ جب مکہ پہنچا تو وہ وہاں سے جا چکا تھا۔ کہا گیا ہے کہ جاریہ کے کوفی و اپس پہنچنے سے پہلے امام شہید ہو چکے تھے اور لوگ امام حسن کی بیعت کر چکے تھے۔[52]

اموی خلافت کی تشكیل

امام علی کی شہادت کے بعد بیت المقدس میں شام کے لوگوں نے معاویہ خلیفہ کی حیثیت سے بیعت کی اور اسے خلیفہ المسلمين کے لقب سے یاد کرنے لگے۔[53] معاویہ پھر عراق کی طرف متوجہ ہوا۔ امام حسن عبد اللہ بن عباس سمیت 12000 افراد کے لشکر کے ہمراہ مدائیں کی طرف روانہ ہوئے۔ جب لشکر ساپاٹ پہنچا تو انہوں نے اپنے اصحاب کے متعلق خاص طور پر معاویہ کی جانب سے انہیں رشوت دینے اور عبد اللہ بن عباس کی دلجوئی کی کوشش کی وجہ سے تردید کا شکار ہوئے۔ پس امام حسن نے جنگ سے ہاتھ کھینچ لیا۔ معاویہ اور امام کے درمیان صلح کی بات چلی، امام حسن نے حکومت معاویہ کے حوالے کر دی۔ امام نے صلح میں شرط لگائی کہ معاویہ کے بعد حکومت انہیں واپس ملے گی۔ معاویہ صلح کے بعد کوفی میں آیا اور امام حسین و حسن نے اسکی بیعت کی۔ لوگوں کے اس اجتماع کی وجہ سے اس سال کا نام عام الجماعة رکھا گیا کیونکہ امت میں سے خوارج کے علاوہ سب نے ایک شخص کی بیعت کی تھی۔[54]

جاحظ اس سال معاویہ کے بادشاہ بننے، اعضاۓ شورا اور مہاجرین و انصار کی نسبت اسکی استبدادیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتا ہے: معاویہ نے اگرچہ اس سال کا نام عام الجماعة رکھا حالانکہ یہ سال عام فرقہ و قہر و جبر و غلبہ کا سال تھا۔ یہ وہ سال تھا کہ جس میں امامت ملوکیت میں، نظام نبوی نظام کسرائی میں تبدیل ہوا اور خلافت مغضوب اور قیصری ہوئی۔[55]

حکومت معاویہ اگرچہ پہلا حاکمیت کا تجربہ تھا کہ جس میں دینی و سیاسی، قبیلائی اور علاقائی اختلافات میں زور گوئی کے ذریعے اور سیاسی حیلوں کے توسط سے قدرت حاصل کی گئی تھی۔[56] معاویہ تصریح کرتا ہے کہ اس نے یہ خلافت کو لوگوں کی محبت، دوستی اور انکی رضایت سے نہیں بلکہ تلوار کے زور سے حاصل کی ہے۔[57]

بہر حال اس طرح اموی حکومت بن گئی اور معاویہ اس کا خلیفہ بنا۔ اس سلسلے نے ۹۱ سال (۱۳۲ق.-۲۱ق.) دوام پایا۔ اس میں ۱۲ نفر خلیفہ ہوئے۔[58] پہلا معاویہ بن ابی سفیان اور آخری مروان بن محمد جعدی تھا۔[59] خلافت سے پہلے کی کوششیں

معاویہ نے اگرچہ ظاہری طور پر اعلان کیا تھا کہ اسکی علی سے مخالفت خلافت کیلئے نہیں ہے۔ اس نے جنگ جمل سے پہلے زبیر بن عوام کو لکھا: اس نے شام کے لوگوں سے بیعت لے لی ہے اگر عراق انکا ساتھ دے تو شام کی طرف سے کوئی مشکل نہیں ہے۔ زبیر اس خط سے خوش ہوا۔[60] معاویہ نے لوگوں کے درمیان خلیفہ کے انتخاب کے درمیان مسلمانوں کے درمیان شورا کا نظریہ پیش کیا۔ معاویہ اس درپے تھا کہ قریش کی سیاسی شخصیات خاص طور پر شورا کے موجود افراد کو اپنی طرف جذب کرے اور اس سے سیاسی مقاصد حاصل کرے۔ معاویہ نے یہ مسئلہ ایک خط میں امام علی کے سامنے بھی پیش کیا۔[61]

دیگر تاریخی منابع کے مطابق اس نے امیر المؤمنین کے نام سے نہیں بلکہ امیر کے نام سے بیعت کی لیکن امام

علی کی شہادت کے بعد خلافت کا دعویٰ کیا اور لوگوں نے امیر المؤمنین کے نام سے اسکی بیعت کی۔[62]

معاویہ نے حمص کے حاکم کو خط لکھا اور کہا لوگ جس نام سے اسکی بیعت کریں اسی نام سے لوگ بیعت کریں۔ حمص کے اشراف معاویہ کی امیر کے عنوان سے بیعت پر راضی نہیں ہوئے کہ خلیفہ کے بغیر عثمان کی خوانخواہی کیلئے نکلیں گے۔ پس اس لحاظ سے حمص کے وہ پہلے لوگ بین جنہوں نے معاویہ کی خلیفہ کے عنوان سے بیعت کی۔ اس کے بعد شام کے لوگوں نے بھی خلیفہ کے عنوان سے اسکی بیعت کی۔[63]

معاویہ کے طبقاً میں سے ہونے کی وجہ سے خلافت کا مسئلہ اس کیلئے دشواری پیدا کرتا تھا۔ معاویہ نے شام میں اپنے آپ کو «خال المؤمنین» اور «کاتب وحی» کے عنوانوں سے پہچنوا�ا تھا اور اس جہت سے اس مشکل کو حل کرنے کی کوشش کی تھی۔[64]

معاویہ کی سیاسی روشن

معاویہ کی امام حسن(ع) کے ساتھ صلح کے ساتھ اس کی خلافت کا پہلا دور اختتام ہوا اور اموی دور حکومت کا آغاز ہوا۔ معاویہ کی حکومت کا پایہ تخت دمشق تھا۔ اس نے اپنے اہداف کے تحت اپنی حکومت کی بنیادیں فراہم کیں۔ اسکی اہم کوششیں عبارت ہیں: نظام سیاسی میں تبدیلی، فوج کے کردار کو اساسی محور قرار دینا، قبائل کا موازنہ اور چلانا، ولی عہدی کی ایجاد، مخالفین کی سرکوبی، خوش روئی کا مظاہرہ کرنا اور بزرگ شخصیات اسلامی کو بخشنی و ہدایا دینا، جابر اور قدرتمند والیوں کے ذریعے امنیت ایجاد کرنا، حکومتی کاموں کو مستقیم ادارہ کرنا اور توسعی طلبانہ سیاستیں۔[65]

خلافت کے استحکام کیلئے دینی اصولوں کا استعمال

معاویہ نے اپنی خلافت کے استحکام کیلئے بعض دینی اصول بھی بروئے کار لاتا تھا۔ قدرت حاصل کرنے کیلئے اپنے آپکو خدا کی طرف سے (نمائندہ) سمجھتا تھا۔ کیونکہ تمام کام اسی کی طرف سے ہیں۔[66] ایک زمانے میں معاویہ نے کہا: یہ خلافت خداوند کا امر اور اس کی قضاویں میں سے قضائی الہی ہے۔[67] معاویہ نے یزید کی ولی عہدی کے متعلق عائشہ کی مخالفت کے وقت کہا: یہ قضائی الہی ہے اور قضائی الہی میں کسی کو کوئی اختیار حاصل نہیں ہے۔[68] بعض گزارشوں کے مطابق اسی نے عائشہ کو قتل کروایا۔[69] بصرہ اور کوفہ میں معاویہ کے حاکم زیاد بن ابیہ، نے اپنے معروف خطبے کے ضمن میں کہا: ہے لوگوں! ہم سیاست کرنے والے ہیں اور آپ کے مدافع ہیں اور ہم تمہیں اس حکومت کی طرف سیاست کرتے ہیں جو خدا نے ہمیں دی ہے۔[70] یزید نے بھی اپنے پہلے خطبے میں کہا تھا: اسکا باپ بندگان خدا میں تھا، خدا نے اس پر اکرام کیا اور استخلافت بخشی.... اور اب خدا نے وہ خلافت مجھے عطا کی ہے۔[71] معاویہ کے سامنے عثمان کے بیٹے نے یزید کی ولایت عہدی پر اعتراض کیا اور کہا تو میرے باپ کی وجہ سے تخت نشین ہوئے ہو تو اس نے جواب میں کہا: یہ وہ ملک ہے جسے خدا نے ہمارے اختیار میں دیا ہے۔[72]

معاویہ اپنے بارے میں لفظ مُلک کے استعمال سے خوش ہوتا۔ معاویہ کہتا تھا: انا اول الملوك۔[73] وہ شاہی نظام کو صرف ایک سیاسی نظام سمجھتا اور توضیح دیتا تھا: لوگوں کی دینداری کے ساتھ اس کا کوئی کام نہیں ہے۔ اس سے منقول ہے: خدا کی قسم! میری جنگ اقامہ نماز، زکات دینے اور حج کرنے کیلئے نہ تھی یہ کام تو تم انجام دیتے تھے۔ میں نے تم پر امارت کیلئے جنگ کی اور خدا نے مجھے وہ دی حالانکہ تم اس پر ناخوش ہو۔[74]

جعل حدیث

معاویہ کے دور حکومت میں جعل حدیث کا سلسلہ شروع ہوا یہاں تک کہ بعض افراد اہل بیت کی مذمت میں

احادیث جعل کرتے اور تو اسکی کی جانب سے انکی پشت پناہی کی جاتی۔ [75] معاویہ کی مدح میں اس قدر احادیث جعل ہوئیں کہ ابن تیمیہ بھی اس کا اقرار کرتا ہے۔ وہ حدیث طیر کے رد میں لکھتا ہے: معاویہ کے فضائل میں بہت زیادہ احادیث جعل کی گئیں اور مستقل کتابیں لکھی گئیں۔ حدیث کے اہل دانش نہ انہیں درست سمجھتے ہیں اور نہ اسے صحیح سمجھتے ہیں۔ [76]

حکومتی سسٹم

معاویہ نے اپنی توانائی کے تحت حکومتی استفادے کیلئے سودمند اداری طریقے، دیوانوں کی ایجاد اور مفید وسائل بروئی کار لا کر ان سے فائدہ حاصل کیا۔ معاویہ کے دور حکومت میں دیوانوں کا تحول قابل مشاہدہ تھا۔ روم اور ایران کے ساتھ ارتباط میں یہ امر مؤثر تھا۔ اموی دفتری سسٹم میں اسے تکامل بخشے بغیر عمر بن خطاب کی پیروی کرتے تھے۔ معاویہ نے اپنے پاس موجود رومی حکومت میں کام کرنے والے عیسائیوں مانند سرجون بن منصور رومی اور اسکے بیٹے منصور بن سرجون سے دیوان منظم کرنے میں مدد لی۔ [77]

معاویہ نے دیوان خاتم اور دیوان برید کے نام سے دو دیوان (ادارے) تاسیس کیے تا کہ خطوط مہر کے بغیر نہ رہیں اور خلیفہ کے علاوہ کوئی اور شخص ان کے اسرار سے آگاہ نہ ہو نیز خطوط جعل اور دگرگونی کا شکار نہ ہو۔ دیوان البرید میں خطوط کی ارسال و ترسیل کا کام کیا جاتا۔ دیوان خاتم کے لوگ ان خبروں کو حاصل کرتے جو صوبوں کے گورنر خلیفہ کی طرف بھجوائے تھے۔ دیوان برید خلیفہ اور اسکے عاملوں وغیرہ کے درمیان ارتباط کو سرعت بخشنے کیلئے قائم کیا گیا۔ ان دو دیوانوں (اداروں) کے ملازمین خطوط کی ارسال و ترسیل کے علاوہ خلیفہ کے جاسوس بھی تھے جو گورنروں کی حرکات و سکنات کو زیر نظر رکھتے تھے اور اپنی معلومات خلیفہ کو پہنچاتے تھے۔ معاویہ نے ان اداروں کیلئے خطیر رقم خرچ کی تھی۔

اہم واقعات

خوارج

معاویہ کے دور حکومت میں خوارج کی نسبت گورنروں کے شدت عمل اور سختی کے باوجود وہ مسلسل ان کی جانب سے نا آرام رہے۔ معاویہ امام علی کی نسبت خوارج سے زیادہ نفرت کرتا تھا اور خوارج معاویہ کو اسلام سے منحرف سمجھتے تھے۔ انکے اعمال نے اموی خلیفہ کو پریشان کیا اور وہ مسالمت آمیز راستوں کے مخالف تھے اسی وجہ سے معاویہ نے انہیں خشونت سے جواب دیا۔

مرکز خلافت کے کوفہ سے دمشق منتقل ہونے کے ہم زمان خوارج نے معتدل تر اور سازگارتر راستہ اختیار کیا کہ جو حورویہ کی سرگرمیوں کا مرکز کوفہ سے بصرہ کی طرف منتقل، ان کی تحریک میں اندرونی گروہ بندی اور سستی اور ایک عقیدتی گروہ کی صورت میں ظاہر ہوا۔ عقیدتے کے لحاظ سے خوارج کی مختلف مشاہب گروہ بندی انکی فوجی طاقت پر منفی انداز میں مؤثر ہوئی اس سے اموی حکومت کو ان پر غلبہ حاصل کرنے کا موقع ملا۔ جنگ نہروان خوارج کی پہلی اور آخری جنگ تھی جس میں وہ ایک دشمن کے مقابلے میں ایک سربراہ کی سرکردگی میں اکٹھے ہوئے تھے اس کے بعد وہ پراکنده ہو گئے۔ کوفہ کے خوارج نے فروہ بن نوفل اشجعی کی سربراہی میں امام حسن اور معاویہ کی صلح کی مخالفت کی اور ابھی معاویہ کوفہ میں ہی تھا کہ انہوں نے اس پر شورش بپا کرتے ہوئے نخیلہ میں لشکر کشی کی جس کے نتیجے میں معاویہ کی سپاہ اور انکے درمیان جنگ ہوئی۔ [78]

سال ۱۳۲، میں مستورد بن علقمہ کی سرکردگی میں معاویہ کے خلاف سب سے بڑی بغاوت ہوئی۔ کوفہ کے حاکم مغیرہ بن شعبہ نے مذار نامی جگہ پر انہیں سرکوب کیا۔

خوارج کے قبائل کی پراکنڈگی، اہل کوفہ، عراق میں معاویہ کی مرکزی حکومت کا انکے مقابلے میں سخت مؤقف

اور کوفیوں کے شیعیان آل علی کی جانب میلان نے بھی خوارج کی سرکوبی میں مغیرہ کی مدد کی ۔ اگرچہ خوارج نے کوفیوں کو اپنے ساتھ ملانے کی کافی کوششیں کیں لیکن کوفیوں نے سیاسی منافع کی وجہ سے انکے ساتھ جنگ کرنے کو ترجیح دی ۔ کوفہ کے خوارج چند سال آرام کے ساتھ رہے یہاں تک کہ سال ۵۸ میں حیان بن ظبیان سلمی نے شورش برپا کی ۔ ایک سال بعد باقیاء میں ہونے والی جنگ تمام خوارج قتل ہو گئے اور اس طرح یہ بغاوت دم توڑ گئی ۔ [79]

بصرہ کے خوارج نیز کوفہ کے خوارج کی مانند کبھی کبھی شورشیں بپا کرتے تھے ۔ وہاں سال ۳۱ میں سہم بن غالب اور خطیم بابلی کی قیادت میں قیام کیا ۔ اموی حکمران ابن عامر نے انہیں سرکوب کیا ۔ ابن عامر کو خوارج کے ساتھ نرم برتاو کرنے کی وجہ سے معاویہ کی جانب سے برطرف ہونا پڑا ۔ سال ۳۵ میں زیاد بن ابیہ بصرہ کا حکمران بنا ۔ اس نے خوارج کے مقابلے میں سخت گیرانہ سیاست اختیار کی ۔ سال ۵۳ میں زیاد کے مرنے کے بعد خوارج کی سرگرمیاں پھر نئے سرے سے شروع ہوئیں لیکن سال ۵۵ھ میں عبید اللہ بن زیاد کے حاکم بننے کے بعد اس نے ان کا تعاقب کیا اور انہیں زندانی اور قتل کیا ۔

عراق سے باہر کے سیاسی حالات:

عراق سے باہر کے سیاسی حالات نے معاویہ کیلئے کوئی خاص مشکلات پیدا نہیں کیں ۔ والیان کسی اعتراض کے روپرو ہوئے بغیر اپنی حکومتیں کرتے رہے ۔ عمرو بن عاص نے مصر، دو سال حکومت کی اور سال ۶۳ میں مر گیا پھر اس کا بیٹا عبداللہ بہ مدت دو سال اسیں کا جانشین رہا ۔ پھر معاویہ کا بھائی عتبہ بن ابی سفیان اور پھر معاویہ بن جدیج مصر کے حاکم رہے ۔

حجاز میں امام حسن، امام حسین، عبداللہ بن زبیر و... جیسی قد آور اسلامی شخصیات تھیں ۔ اس وجہ سے اس علاقے کو معاویہ مستقیم زیر نظر رکھتا تھا اور یہاں کے لوگوں کیلئے اموی خاندان کا والی بناتا تا کہ وہ اسکی سیاست کا اجرا کرتے ۔ مدینہ کے امور مروان بن حکم اور سعید بن عاص کے ذریعے چلائے جاتے ۔ اس کے علاوہ غیر سیاسی مختلف سرگرمیوں جیسے مشاعرہ، موسیقی اور علوم دینی کی طرف لوگوں کو تشویق کرتا ۔ اس مسئلے نے مکہ اور مدینے کو معاشرتی اور اجتماعی لحاظ سے اہم ترین مراکز میں تبدیل کر دیا ۔

شیعہ

کسی شک و شبہ کے بغیر شیعہ معاویہ کے دشمنوں میں سے تھے ۔ معاویہ اور اسکے عاملین اور والی مختلف شکلؤں میں شیعوں کے روپرو ہوتے ۔

امام علی(ع) سے بیزاری پیدا کرنا: شیعوں کا مقابلہ کرنے کیلئے معاویہ کی اہم ترین روشوں میں سے ایک روش لوگوں کے درمیان امام علی سے بیزاری کو پیدا کرنا تھی ۔ معاویہ اور اسکے بعد کے دیگر اموی حاکمان معاشرے سے علی کے چہرے کو حذف کرنے خاطر انہیں ایک جنگجو اور خونریز شخص کے طور پر معرفی کرنے کیلئے سرگرم رہے ۔ [80] محفلوں میں ان سے نفرت کا اظہار کرتے اور ان پر لعن کرتے ۔ ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغہ معاویہ کی طرف علی کی مذمت میں جعلی اور من گھڑت احادیث کی طرف اشارہ کرتا ہے ۔ [81]

معاویہ اور اسکے بعد امیوں کے دور حکومت میں علی پر لعن اور دشنام درازی ایک متبادل اور رائج رسم تھی یہاں تک کہ عمر بن عبدالعزیز کے دور میں اس کا خاتمہ ہوا ۔ [82] چنانچہ جب مروان بن حکم سے سوال کیا گیا کہ منبروں پر علی کو ناسزا کہا جاتا ہے؟ اس نے جواب دیا: بنی امیہ کی حکومت علی کو گالیاں دئے بغیر استوار نہیں رہ سکتی ہے ۔ [83] معاویہ کہتا تھا: علی پر لعن و سب اس طرح پھیل جانا چاہئے کہ بچے اسی شعار کے ساتھ بڑھ ہوں اور جوان اسی کے ساتھ بوڑھے ہوں ۔ کوئی شخص اسکی ایک بھی فضیلت نقل نہ کرے ۔ [84]

معاویہ نے سمرة بن جندب کو چار لاکھ دینار دئے کہ وہ کہے: و هو الد الخصامبقره 204 علی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ [85] اس نے صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت بنائی جو علی کی مذمت میں روایات کو جعل کرتے تھے۔ ان میں سے ابوہریرہ، عمرو بن عاص، مغیرہ بن شعبہ اور عروہ بن زبیر تھے۔ وہ خطبے کے آخر میں علی پر لعن کرتا اور اگر اسکے والی ایسا نہ کرتے تو انہیں عزل کر دینا۔ معاشرے میں اس قدر خوف پر اس پیدا کر دیا کہ لوگ اپنے بیٹوں کے نام علی نہیں رکھتے تھے۔

حجر بن عدی اور اسکے اصحاب کی شہادت: جب مغیرہ میں منبر پر علی کو لعن کرتے تھے، حجر بن عدی کندی اور عمرو بن حمق خزانی اور انکے ساتھی کھڑے ہو جاتے اور انکی لعن کو انکی طرف نسبت دیتے اور اس کے متعلق بات کرتے۔ مغیرہ کے بعد زیاد بن ابیہ حاکم کوفہ بنا۔ وہ انکی گرفتاری کے درپسے ہوا۔ عمرو بن حمق خزانی اور اسکے ساتھ چند افراد موصل فرار کر گئے جبکہ حجر بن عدی ۱۳ مردوں کے ساتھ اسیر ہو گیا اور انہیں معاویہ کی طرف روانہ کیا۔ زیاد نے معاویہ کو خط میں لکھا: ابو تراب علی کی کنیت، پر لعن کرنے والی مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ مخالفت کرتے ہیں اور والیوں پر دروغ باندھتے ہیں اس وجہ سے یہ اطاعت سے خارج ہو گئے ہیں۔

جب یہ اسیر مرج عذراء پہنچیں یہاں سے دمشق چند میل دور رہ گیا تھا تو معاویہ نے حکم دیا کہ انکی گردنیں اڑا دی جائیں۔ 6 افراد کسی وساطت سے بچ گئے اور باقی 7 افراد: حجر بن عدی کندی، شریک بن شداد حضرمنی، صیفی بن فسیل شیبانی، قبیصہ ابن ضبیعہ عبسی، محرز بن شہاب تمیمی، کدام بن حیان عنزی کی گردنیں اڑا دی گئیں۔ [86] عبدالرحمن بن حسان عنزی۔

حجر بن عدی اور اسکے ساتھیوں کی شہادت کی خبر امام حسین (ع) کیلئے نہایت گران گزری لہذا آپ نے معاویہ کو ایک خط میں اس خشن آمیز رفتار اور اسکے قتل پر بہت سخت رد عمل کا اظہار کیا۔ [88] عائشہ نے بھی اس کام پر سخت نکتہ چینی کی تو معاویہ نے اس کی توجیہ کرتے ہوئے کہا کہ اس میں امت کی اصلاح تھی۔ عائشہ نے اسے جواب دیتے ہوئے کہا:

سمعت رسول الله (صلی اللہ علیہ وآلہ) يقول سیقتل بعذراء اناس یغضب اللہ لہم و اهل السماء [89] میں نے رسول الله سے سنا تھا کہ عنقریب لوگ عذراء میں قتل ہونگے اور اہل آسمان اور خدا انکے قتل کی وجہ سے خشم آور ہونگے۔

حسن بصری می گوید: معاویہ میں ایسی چار خصلتیں ہیں کہ ان میں ہر ایک معاویہ کی ہلاکت کیلئے کافی ہے: پہلی: کسی سے مشورہ کے بغیر تلوار کے زور پر مسلمانوں کی گردنیوں پر سوار ہو جانا جبکہ اس سے با فضیلت صحابہ موجود تھے۔

دوسری: اپنے دائم الخمر بیٹے کو جانشین بنانا کہ جو ہمیشہ ریشم پہنتا اور تنبور میں مشغول رہتا۔ تیسرا: زیاد کو اپنا بھائی کہنا جبکہ رسول خدا نے فرمایا تھا: الولد للفراش و للعابر الحجرولد صاحب فراش کا ہے زنا کار کیلئے صرف پتھر ہیں۔

چوتھی: حجر کا قتل۔ [90] [اس وقت دو مرتبہ کہا:]: بائی افسوس حجر اور اس کے ساتھیوں پر۔ [91] شیعوں پر سختی اور دباؤ: شام کے مقابلے میں معاویہ کی سیاست عراق کے شیعوں کی نسبت کارساز نہیں ہو سکی تھی۔ اس لئے اس نے قتل اور شکنچے دینے کے راستے کو اپنایا۔ امویوں نے اپنے دور میں شیعوں کیلئے ترابیہ کی اصطلاح رائج کی تھی۔ [92] امام علی کی حکومت کے دور حکومت سے ہی شیعیان علی کا کشتار شروع ہو گیا تھا۔

معاویہ بسر بن ارطاء، سفیان بن عوف غامدی و ضحاک بن قیس کو عراق اور حجاز بھیجا اور ان سے تقاضا کیا کہ جہاں شیعہ پاؤ انہیں قتل کر دو۔

مغیرہ سال ۳۱ سے ۵۰ تک والیئ کوفہ ربا اور اس نے شیعوں کی نسبت تسامح سے کام لیتا تھا۔ اس طرح کوفہ کے سیاسی فضا میں آرام اور سکون تھا۔ مغیرہ کی وفات کے بعد معاویہ نے بصرہ کے والی زیاد بن ابیہ کو کوفہ کی امارت بھی دے دی۔ اس نے آتے ہی ان اسی (80) افراد کے ہاتھ کاٹ دئے جنہوں نے اسکی بیعت نہیں کی تھی۔ مسلم بن زیمر اور عبداللہ بن نجی ان شیعوں میں سے ہیں جو اس کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ امام حسین حجر کی شہادت کے بعد معاویہ کو خط لکھا جس میں اسکی مظلومانہ شہادت کا تذکرہ کیا۔ [93]

کوفہ سمیت پورے عراق کے شیعوں کی سرکوبی کا حکم زیاد کو دیا گیا تھا۔ ابن اعثم کہتا ہے: وہ مسلسل شیعوں کے تعقب میں رہتا جہاں انہیں قتل کرتا اس طرح بہت سے شیعہ اس کے ہاتھوں قتل ہوئے۔ لوگوں کے ہاتھ و پاؤں کاٹ دیتا اور آنکھیں نکال دیتا۔ البتہ معاویہ نے بھی شیعوں کی ایک تعداد کو قتل کیا۔ منقول ہوا ہے معاویہ نے خود دیا کہ شیعوں کی ایک جماعت کو صولی دیا جائے۔ زیاد شیعیوں کو مسجد میں جمع کرتا اور انہیں کہا جاتا کہ علی سے بیزاری کا اعلان کریں۔ امام حسن نے شیعوں کے ساتھ زیاد کے اس رویے کی شکایت کی لیکن معاویہ نے اسی طرح اپنے عمال کو لکھا:

تمہارے درمیان جو بھی علی سے دوستی کا متمہم ہے اسے اپنے درمیان سے ہٹا دو حتاکہ اگر اس کام کیلیے پتھروں کے نیچے سے حدس اور بینہ ہی حاصل کر پڑے۔

بیعتِ یزید

خلافت یزید کیلئے بیعت لینا دیگر مسائل کی نسبت اس بات کا باعث بنا کہ لوگ معاویہ کے مقابل کھڑے ہوں یا اس پر تنقید کریں۔ وہ اپنی خلافت کی جانشینی میں حضرت ابو بکر کی روشن سے باہر نکل گیا تھا۔ [94] جس سسٹم کی اس نے بنیاد ڈالی تھی اس میں ضروری تھا کہ حکومت وراثتی ہونی چاہئے۔ ایک طرف ایسے کام کو عملی جامہ پہنانا آسان کام نہ تھا کیونکہ عرب اس سے پہلے موروثی نظام سے آشنا نہیں تھے تو دوسری طرف وہ اس بات سے ڈرتا تھا کہ اموی حکومت کے قیام میں تیس سال کی کوششوں کا ثمرہ ضائع نہ ہو جائے۔ معاویہ چاہتا تھا کہ انتخاب خلیفہ کا اختیار بنی امیہ میں باقی رہے۔ اسی منظور اور مقصود کے پیش نظر اس نے یزید کا انتخاب کیا۔ دوسری طرف اس بات کا بھی قئل تھا حکومت کا دار الحکومت شام میں ہی رہے کیونکہ شامیوں کا رجحان بنی امیہ کی جانب تھا۔ [95]

مشہور روایت کے مطابق مغیرہ بن شعبہ نے معاویہ کے ذہن میں یہ بات ڈالی۔ [96] البتہ معاویہ بھی یہی چاہتا تھا لیکن مغیرہ نے کھلہم کھلا لوگوں کے درمیان اس موضوع کو بیان کیا۔ [97] زیاد بن ابیہ کا مؤقف ان سے مختلف تھا۔ زیاد کی رائے میں یزید ایک سست شخص آدمی ہے، خلافت کی نسبت شکار کو زیادہ دوست رکھتا ہے اس لئے وہ خلیفہ بننے کیلئے زیادہ مناسب نہیں ہے نیز اسکے مخالفین زیادہ طاقتور تھے۔ [98]

معاویہ نے زیادہ کی تجاویز کو اہمیت دیتے ہوئے امام حسن اور انکی اولاد اور اصحاب کے قیام کو روکنے کی خاطر یزید کی ولایت عہدی کے مسئلے کو کسی مناسب موقع کی انتظار میں مؤخر کر دیا۔ اسی دوران اس نے یزید کی ولی عہدی میں بننے والی رکاوٹ برگ شخصیات کو راستے ہٹا دیا۔ ابوالفرج اصفہانی مقاتل الطالبین من لکھتا ہے: جب معاویہ نے یزید کو خلافت کیلے چننا اور لوگوں سے بیعت لینے کا ارادہ کیا تو مخفیانہ طور پر امام حسن اور سعد بن ابی وقار کیلئے مخفیانہ زبر بھیجا لہذا وہ چند روز نہیں گزرے تھے کہ وہ دونوں اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ [99] یہاں تک کہ بعض اقوال کی بنا پر عائشہ کو اسی وجہ سے قتل کروایا۔ [100]

یزید کی ولی عہدی میں درج ذیل اہم رکاوٹیں ہیں :

حجاز کی معروف شخصیات کو قائل کرنا : خاص طور پر امام حسین، عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن عمر اور عبدالرحمن بن ابی بکر حتاکہ بعض اموی شخصیات مروان بن حکم اور سعید بن عاص. معاویہ نے ان شخصیات کو قائل کرنے کلئے مروان بن حکم کو خط میں لیکھا : یزید کا نام لئے بغیر لوگوں سے انکی رائے لو۔ جب مثبت جواب حاصل کیا تو مروان کو خط لکھا یزید کی جانشینی کی اطلاع لوگوں کو دے دو۔ اسی طرح دوسرے عاملوں کو خط لکھا کہ شہروں سے یزید کی بیعت کیلئے وفد بھیجیں اور یزید کی مدح و سرائی کریں۔ اسکے نتیجے میں عراق سمیت شام کے دوسرے بڑے شہروں سے اسکی بیعت کیلئے وفد دمشق آئے۔

جلد ہی واضح ہو گیا کہ دوسرے اسلامی شہروں کی نسبت مدینہ یزید کی بیعت کا مخالف ہے۔ [101] امام حسین، عبداللہ بن زبیر و عبداللہ بن عمر نے یزید کی خلافت کیلئے حالات فرایم کرنے مخالفت کی۔ مروان نے اس بات کی معاویہ کو اطلاع دی [102] یہ چار افراد موافق ہیں کہ اگر خلافت موروثی ہے تو وہ اس کام کیلئے یزید سے زیادہ موزوں ہیں۔ اگر برتر افراد کو خلیفہ ہونا چاہئے تو معاویہ کو چاہئے کہ اہل حجاز کی بیعت کرنے کیلئے معاویہ اقدام کرے۔ شروع میں ظاہری طور پر معاویہ نے نرمی اختیار کی۔ [103] اور لوگوں کو انعام و کرام دے کر اپنی طرف توجہ مبذول کرنے کی کوشش کی۔ عقیبہ اسدی اور عبداللہ بن ہمام سلوی جیسے یزید سے نفرت رکھنے والے وہ شاعر ہیں جنہوں پیسوں کے بدله میں اپنا مؤقف تبدیل کر لیا۔ معاویہ نے سال ۵۶ میں قانونی طور پر یزید کی بیعت کا اعلان کیا اور دمشق میں اس کا جشن منایا گیا۔ [104] معاویہ نے اہل حجاز کی نافرمانی روکنے کی خاطر مدینہ کا سفر کیا اور مخالفین یزید سے بیعت لے کر اسکی تضمین کرنا چاہئے۔ لیکن معاویہ کے مدینے کے نزدیک پہنچنے کے وقت مخالفین مکہ چلے گئے۔ اس بات معاویہ نہایت خشمگین ہوا اور اس نے مکہ جانے کا ارادہ کیا۔ مسجدالحرام میں ان سے سخت لہجے میں کلام ہوئی۔ مخالفین کے نمائندے کے طور پر ابن زبیر نے مخالفت کا اعلان اور یوں اسکی گفتگو کو ناکامی ہوئی۔ اسکے بعد معاویہ نے امام حسین و عبداللہ بن زبیر کے علاوہ دوسروں کو ڈرانے دھمکانے کے ذریعے بیعت پر بھارنا شروع کیا۔ [105]

ذمہ داری کیلئے یزید کو تیار کرنا : اس کام کیلئے اسے روم کی طرف بھیجے گئے لشکر میں شامل کیا گیا تا کہ وہ فوج کی مدد کرے۔ ابن عباس، ابن عمر، ابن زبیر اور ابوایوب انصاری جیسی بڑی شخصیات بھی اس کے ہمراہ بھیجی گئیں۔ ان سے مقصد یزید کو ایک مجاہد بنا کر پیش کرنا تھا۔ [106]

خارجہ پالیسی

مأمون عباسی اور مدح معاویہ پر سزا

بنی عباس میں سے شیعیت کی طرف رجحان رکھنے والا ساتواں خلیفہ مأمون سال ۱۲۱ق میں اس شخص برات کا اعلان کرتا تھا جو معاویہ کی مدح کرتا اور ایسا کرنے والے شخص کیلئے ایک سزا مقرر کی گئی۔ [107]

حوالہ جات

موسوعہ حیاة الصحابة من کتب التراث، ج ۵-۶، ص ۳۷۸

تاریخ دمشق، ج ۱، ص ۳۴۹

ابن عبدالبر، الاستیعاب، ج ۱، ص ۴۰۱

- ابن اثير، اسد الغاب، ج ٢، ص ٣٣٣
- رك: ذببي، شمس الدين، سير اعلام النبلاء، ج ٣، ص ١٢٢
- مسند طيالسى، ش ٢٧٤٦؛ مسلم، ش ٢٦٥٤؛ نيز: أنساب الاشراف، ج ٤، ص ١٢٥
- رك: شوكاني، الفوائد المجموعه في الاحاديث الموضوعه، ص ٢٥٣-٢٥٧
- رك: اسکافی، المعيار و الموازن، ص ٢١ و تفسير ابن كثير، ج ٣، ص ٢٧، ابن عساکر، تاريخ مدینه دمشق، ج ٥٩، ص ١٥٣
- عسقلانی، ابن حجر، فتح الباری في شرح صحيح البخاری، ج ٨، ص ٥١٥
- بلاذري، ابو العباس احمد بن يحيى بن جابر، فتوح البلدان، ص ١٧٣
- يعقوبی، احمد بن ابی یعقوب، تاريخ یعقوبی، ج ٢، ص ٨٦؛ طبری، تاريخ الرسل و الملوك، ج ٤، ص ٤٤٤
- ابن كثير، البدايه و النهايه، ج ٨، ص ١٦
- ابن كثير، البدايه والنهايه ط إحياء التراث (١٥٢/٨)، تاريخ بغداد و ذیوله ط العلمیه (١/٢٢٤)
- دينوري، ابو حنیفه، الاخبار الطوال، ص ١٧٢
- ابن اثير،الکامل في التاريخ ٧٨/٥،دار الكتب العلمیه بيروت لبنان-ابن طقطقی، الفخری في الآداب السلطانیه، ٤٩، دار القلم العربي، بيروت؛ نویری، نهایة الأرب في فنون الأدب، ج ٢٢، ص ٣٣٣؛ مقدسی، البدء والتاريخ، ج ٦، ص ١٧١
- رسائل جاحظ، الرسائل السياسيه، ص ٣٢٢
- مختصر تاريخ دمشق، ج ٢٥، ص ٢٤
- تشبیت دلائل النبوه، ص ٥٩٣
- مختصر تاريخ دمشق، ج ٢٥، ص ٢٥، ص ١٧، ١٨، ٢٠؛ رسائل الجاحظ، الرسائل السياسيه، ص ٣٢٢
- العقد الفريد، ج ١، ص ١٥، ج ٥، ص ١١٤؛ مختصر تاريخ دمشق، ج ٢٥، ص ١٨
- انساب الاشراف، ج ٤، ص ٥٥٠
- نک: طبقات الكبری، ج ٤، ص ٢٢٩؛ الغدیر، ج ٤، ص ٣٥٤؛ ج ٩، ص ٣٧٣
- مروج الذبیب، ج ٣، ص ٣٣٣؛ النزاع و التخاصم، ص ٢٨
- مختصر تاريخ دمشق، ج ١١، ص ٨٧
- نک: مختصر تاريخ دمشق، ج ٢٥، ص ١٦-٥؛ جس کا نمونہ یہ کہ رسول اللہ سے نقل ہے: الامناء عند اللہ
- ثلاثہ: جبرئیل و أنا و معاویہ ابن عساکر نے ان روایت کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔
- ابن كثير، الکامل في التاريخ، ج ٣، ص ١٥٧
- ذببي، شمس الدين، تاريخ الاسلام، عهد الخلفاء الراشدين، ص ٣٥١-٣٥٥؛ نيز رک: بلاذري، انساب الاشراف، ج ٧، ص ١٩
- نشر الدر، ج ٤، ص ٦٢؛ بلاغات النساء، ص ١٣٩؛ العقد الفريد، ج ٦، ص ٩٥
- نک: الغارات، ص ٧٠
- رسائل جاحظ، الرسائل السياسيه، ص ٣٢٥-٣٢٦
- نک: اعيان الشیعه، ج ٣، جزء دوم، ص ١٢
- وقعة صفين، ص ٥٨

- الامامة و السياسة، ج ١، ص ١٢١
 انساب الاشراف، ج ٢، ص ٢١٢-٢١١
 رسول جعفريان، تاريخ خلفاء، ج ٢، ص ٢٧٨
 الفتوح، ج ٢، ص ٣٨٠
 وقعة صفين، ص ٥٢؛ الفتوح، ج ٢، ص ٣٩٢
 الفتوح، ج ٢، ص ٤٣٠-٤٢٩
 وقعة صفين، ص ٥٨؛ الفتوح، ج ٢، ص ٤٣٢
 وقعة صفين، ص ١١٠؛ الفتوح، ج ٢، ص ٤٧٧-٤٨٥
 يعقوبی، تاريخ يعقوبی، ج ٢، ص ١٨٨
 نمونی کے طور پر دیکھیں: نهج البلاغہ، خطبه ٣٩، ١٣١، ٣٩، ١٨٥
 نهج البلاغہ، خطبه ٣٩
 رسول جعفريان، تاريخ خلفاء، ج ٢، ص ٣٢٣
 الغارات، ص ١٧٦ (ترجمہ فارسی)
 الغارات، ج ١، ص ٢٧٦-٢٨٩
 الغارات، ج ٢، ص ٣٧٣-٤١٢
 الغارات، ج ٢، ص ٤٤٥-٤٥٩
 الغارات، ج ٢، ص ٤٥٩-٤٦١
 الغارات، ص ٤٦٣-٥٠٣
 الغارات، ج ٢، ص ٥٠٤-٥١٦
 رسول جعفريان، تاريخ خلفاء، ص ٣٣٢-٣٣٣
 ابن قتیبی، الامامة و السياسة، ج ١، ص ١٦٣؛ طبری، تاريخ الرسل و الملوك، ج ٥، ص ١٦١
 يعقوبی، تاريخ يعقوبی، ج ٢، ص ١٢٣؛ ابن کثیر، البدایه و النهایه، ج ٨، ص ١٦؛ مقائیسہ کریں: تاریخ خلیفہ بن خیاط، ج ١، ص ١٨٧؛ طبری، تاريخ الرسل و الملوك، ج ٥، ص ١٦٣؛ ابوالفداء، اسماعیل بن علی عmad الدین صاحب حماۃ، المختصر فی اخبار البشر، ج ١، ص ١٨٣
 جاحظ، رسالہ الجاحظ فی بنی امیہ، ص ١٢٢، رسالہ النزاع و التخاصم کے ہمراہ چاپ ہوا
 محمد سہیل طقوش، دولت امویان، با اضافات رسول جعفريان، ترجمہ حجت اللہ جودکی، ص ١٩
 ابن عبد ربہ، العقد الفرید، ج ٢، ص ٨١
 محمد بن علی بن محمد المعروف بابن العمراوی، الإنباء فی تاريخ الخلفاء، ٥٣، دار الآفاق العربية، القاهرة
 ڇلابی، علی محمد محمد ١/٢٩٧، الدویة الامویة عوامل الازدیار وتداعیات الانہیار ١/٢٩٧، دار المعرفة للطباعة
 والنشر والتوزیع، بیروت - لبنان؛ ابن کثیر، البدایه و النهایه، ٨/٢٨٨ طبع دار إحياء التراث العربي
 رک: امین، احمد، اعیان الشیعہ، ج ٣، جزء دوم، ص ١٢
 ابن قتیبی، الامامة و السياسة، ج ١، ص ١٢١
 بلاذری، انساب الاشراف، ج ٥، ص ١٦١؛ ابن منظور، مختصر تاريخ دمشق، ج ٢٥، ص ٢٧
 ابن قتیبی، الامامة و السياسة، ج ١، ص ١٥٥

محمد سهیل طقوش، دولت امویان، ص ۲۲ - از افزوده‌های رسول جعفریان-

محمد سهیل طقوش، دولت امویان، ترجمہ حجت الله جودکی، ص ۱۸

کاندبلوی، حیاة الصحابة، ج ۳، ص ۶۳

ابن منظور، مختصر تاریخ دمشق، ج ۹، ص ۸۵: هذه الخلافة امر من امر الله و قضاء من قضاء الله

ابن قتیبی، الامامه و السیاسه، ج ۱، ص ۲۰۵

الصراط المستقیم، ج ۳، ص ۴۸

ابن اعثم کوفی، الفتوح، ج ۴، ص ۱۸۰؛ جاحظ، ابو عثمان عمرو، البیان و التبیین، ج ۲، ص ۴۹؛ طبری، تاریخ الرسل و الملوك، ج ۵، ص ۲۲۰

ابن قتیبی، الامامه و السیاسه، ج ۱، ص ۲۲۵؛ دینوری، ابو حنیفه، الاخبار الطوال، ص ۲۲۶؛ بلاذری، انساب الاشراف، ج ۳، ص ۲۹۹، ش ۷۹۸

ابن قتیبی، الامامه و السیاسه، ج ۱، ص ۲۱۷

یعقوبی، تاریخ الیعقوبی، ج ۲، ص ۲۳۲؛ ابن ابی شیبیه، المصنف، ج ۱۱، ص ۱۷ (طبع بند)

ابن ابی الحدید، شرح نهج البلاغه، ج ۱۶، ص ۳۶؛ ابن منظور، مختصر تاریخ دمشق، ج ۲۵، ص ۲۳ و ۲۵

ابن ابی الحدید، شرح نهج البلاغه، ج ۲، ص ۱۳ باب ۳۷۱

ابن تیمیه منهاج السنہ النبوی، ج ۷، ص ۱۳۷

صلبی، علی محمد محمد ۱/۳۵۶، الدوّلۃ الامویّة عواملُ الازدبار وَ تداعیاتُ الانہیار ۱/۲۹۷، دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزیع، بیروت - لبنان

ابن الأثیر، الكامل فی التاریخ، ۳/۹، دار الكتاب العربي، بیروت - لبنان؛

ابن الأثیر، الكامل فی التاریخ، ۳/۱۰۸، دار الكتاب العربي، بیروت - لبنان؛

محمد سهیل طقوش، دولت امویان، ص ۲۸، از اضافات رسول جعفریان

ابن ابی الحدید، شرح نهج البلاغه، ج ۲، ص ۱۳ باب فصل فی ذکر الأحادیث الموضعیة فی ذم علی سیوطی، تاریخ الخلفاء، ص ۲۴۳

بلاذری، انساب الاشراف، ج ۲، ص ۱۸۴؛ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَلَى قَالَ: قَالَ مُرْوَانٌ لِعَلَى بْنِ الْحُسَيْنِ: مَا كَانَ أَحَدٌ أَكْفَ عَنْ صَاحِبِنَا مِنْ صَاحِبِكُمْ. قَالَ: فَلِمَ تَشْتَمُونَهُ عَلَى الْمَنَابِرِ؟! قَالَ: لَا يَسْتَقِيمُ لَنَا هَذَا إِلَّا بِهَذَا

ابن ابی الحدید، شرح نهج البلاغه، ج ۲، ص ۵۷؛ العماني، النصائح الکافیه، ص ۷۲

ابن ابی الحدید، شرح نهج البلاغه، ج ۲، ص ۳۶۱

یعقوبی، تاریخ یعقوبی، ج ۲، صص ۱۶۲-۱۶۳؛ اگرچہ یعقوبی نے افراد کی تعداد سات بیان کی ہے اور نام چہ افراد کے ذکر کئے ہے۔

الطبری، تاریخ الطبری، ج ۲، ص ۲۰۷؛ طبری نے ۷ افراد کے نام ذکر کیے ہیں محرز بن شہاب کو تمیمی کی بجائے «سعدی منقری» کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

دینوری، ص ۲۲۳-۲۲۴؛ نیز رجوع کنید به طبری، ج ۵، ص ۲۷۹؛ کشی، ص ۹۹

سیوطی، الجامع الصغیر، ج ۲، ص ۶۱؛ ابن عساکر، تاریخ مدینة دمشق، دارالفکر، ج ۱۲، ص ۲۲۶؛ الصفیدی، الوفی بالوفیات، ج ۱۱، ص ۲۴۸؛ مجلسی، بحارالانوار، ج ۱۸، ص ۱۲۴

ابن الاثیر، الكامل فی التاریخ، ج ۳، بیروت: دار صادر، ۱۹۶۶ق/۱۳۸۶م، ص ۴۸۷

الطبرى، تاريخ الطبرى، ج٢، بيروت: مؤسسه الاعلمى، ص ٢٥٨.

عبد الله بن زياد نے معاویہ کو خط لکھتے ہوئے حکومت بنی امیہ کے مخالفین جو حجر بن عدی اور اصحاب امام علی تھے، کے متعلق ترابیہ کا لفظ استعمال کیا۔ طبری، تاريخ الامم و الملوك 3/228، دار الكتب العلمية - بيروت

محمد بن حبیب أبو جعفر البغدادی (المتوفی: 245ھ)، المحب، اسماء المصلبین الاشراف 479، طبع دار الآفاق الجديدة، بيروت

عبدالطیف، عبدالشافی، العالم الاسلامی فی العصر الاموی، ص ١٢١

محمد سبیل طقوش، دولت امویان، ص ٣٣

طبری، تاريخ الرسل و الملوك، ج ٥، ص ٣٥١-٣٥٧

محمد سبیل طقوش، دولت امویان، ص ٣٩، از اضافات رسول جعفریان

طبری، تاريخ الرسل و الملوك، ج ٥، ص ٣٥٢-٣٥٣

مقاتل الطالبین، ج ١، ١٣.

الطرائف فی معرفة مذاہب الطوائف، ج ٢، ص ٥٠٣؛ الصراط المستقیم، ج ٣، ص ٣٨

ابن اثیر، الكامل فی التاریخ، ج ٣، ص ٢٥٥

ابن اثیر، الكامل فی التاریخ، ج ٣، ص ٢٥٥

خلیفہ بن خیاط، تاریخ خلیفہ بن خیاط، ج ١، ص ١٩٩-٢٠٢

ابن اثیر، الكامل فی التاریخ، ج ٣، ص ٢٤٩

ابن اثیر، الكامل فی التاریخ، ج ٣، ص ٢٥١؛ ابن قتیبی، الامامه و السیاسه، ج ١، ص ١٨٢-١٩١

یعقوبی، تاریخ الیعقوبی، ج ٢، ص ٢٣٩؛ طبری، تاريخ الرسل و الملوك، ج ٥، ص ٢٣٢

سیوطی، تاریخ الخلفاء، تحقیق ابراهیم صالح، ١٩٩٧م، ص ٣٦٢؛ علامہ عسکری، نقش ائمہ در احیای دین،

١٣٨٢ش، ج ٢، ص ٣١٠.

منابع

ابن اثیر، اسدالغابة فی معرفة الصحابة، چاپ محمد ابراهیم بنا و محمد احمد عاشور، قاہرہ، ١٩٧٣-١٩٧٥؛ دارالکتاب العربی، بيروت: بي تا.

ابن کثیر، البدایه و النہایہ.

ابن طقطقی، الفخری فی الآداب السلطانی، ٤٩، دار القلم العربی، بيروت.

ابن عساکر، تاریخ مدینہ دمشق، چاپ علی شیری، بيروت، ١٣٢١-١٣١٥ / ١٩٩٥-٢٠٠١؛ دارالفکر للطبعه و النشر و التوزیع، بيروت، بي تا.

یعقوبی، احمد بن ابی یعقوب، تاریخ یعقوبی.

طبری، تاريخ الرسل و الملوك.

الطبری، محمد بن جریر، تاريخ الطبری، بيروت: مؤسسه الاعلمی للمطبوعات (نسخه موجود در لوح فشرده مکتبہ اہل الہیت، نسخہ دوم).

عسقلانی، ابن حجر، فتح الباری فی شرح صحيح البخاری.

بلاذری، ابوالعباس احمد بن یحیی بن جابر، فتوح البلدان.

اين قتييه، الامامه و السياسه.

ابن عبدربه، العقد الفريد.

ابن تيمية،أحمد(٢٧٤ق)،منهاج السنن النبوية،تحقيق د. محمد رشاد سالم،مؤسس قرطبه،الطبعه الأولى،٦١٣٠ق.

سیوطی، عبدالرحمن بن ابی بکر، تاریخ الخلفاء، تحقیق: ابراهیم صالح، دارصادر بیروت، ۱۹۹۷م.

سيوطى، جلال الدين، الجامع الصغير، دارالفكر للطباعه و النشر و التوزيع، بيروت، بي.تا.

دینوری، احمد بن داود، اخبار الطّوال، چاپ عبدالمنعم عامر، قاپره، ۱۹۷۰، چاپ افست قم ۱۳۶۸ش.

طبری، تاریخ (بیروت)؛

علامه عسکری، مرتضی، نقش ائمه در احیای دین، تهران، مرکز فرینگی انتشاراتی منیر، ۱۳۸۲ش.

کشی، محمدبن عمر، اختیار معرفه الرجال، (تلخیص) محمدبن حسن طوسی، چاپ حسن مصطفوی، مشهد، ۱۳۸۸ش.

نباطي، على من محمد، الصراط المستقيم إلى مستحقى التقديم، محقق رمضان، ميخائيل، المكتبة الحيدري، نجف، چاپ اول، ۱۳۸۷ق.

نويري، شهاب الدين أحمد بن عبد الوهاب(ق)، نهاية الأرب في فنون الأدب، تحقيق مفید قمبیه وجماعه، دار الكتب العلميه - بيروت، الطبعه: الأولى، ١٣٢٣ق.

یعقوبی، احمد بن ابی یعقوب، تاریخ یعقوبی، ترجمه محمدابراهیم آیتی، تهران: علمی و فرهنگی، ۱۳۷۸ اش